

شرح : خواجہ حاتمی فرماتے ہیں :

”اس شعر میں سارا زور ”ہم“ کے لفظ پر ہے۔ یعنی جب تک ہماری ہستی باقی ہے، اُس وقت تک راہ معرفت الہی میں ایک اور سنگ گراں سدا راہ ہے۔ پس اگر ہم نے بت توڑنے میں سبکدستی حاصل کی ہے تو کیا فائدہ؟ یہ بڑا بھاری بُت یعنی ہماری ہستی تو ابھی موجود ہے۔“

مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہوا و ہوس کے بُت توڑنے میں خوب مشاقتی اور مہارت حاصل کر لی۔ جو بھی بُت سامنے آیا، اسے چکنا چور کر کے رکھ دیا، لیکن خود ہماری ہستی کا بُت جو بڑے بھاری پتھر کی حیثیت رکھتا ہے، ہمارا راستہ بدستور روکے ہوئے ہے۔ جب تک یہ نہ ٹوٹے اور اس کا قلع قمع نہ ہو، نہ راستہ صاف ہو سکتا ہے، نہ ہم قدم آگے بڑھا سکتے ہیں اور نہ معرفت کی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ تنہا ہوا و ہوس کے بُت توڑتے سے فراغت حاصل نہیں ہوتی اور معرفت کا راستہ نہیں کھلتا، کیونکہ جب تک ہم موجود ہیں، ہوا و ہوس کا سلسلہ ساتھ رہے گا، البتہ ہمارے وجود کا بت ٹوٹے گا تو مقصود پر پہنچنے کا دروازہ کھلے گا۔

۶۔ لغات - دیدہ و خوانا بہ فشاں : خون برسانے اور رونے والی آنکھیں۔

شرح : جگر کا خون جوش میں آ گیا ہے، یہ غم ہجر اور یادِ محبوب کا نتیجہ ہے۔

اگر میرے پاس لہو رونے اور خون برسانے والی کئی آنکھیں ہوتیں تو جی بھر کے رو لیتا۔ یہ مضمون خاص مرزا غالب کا ہے کہ کبھی ان کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے اور خونِ جگر کا جوش نکالنے کے لیے کئی آنکھوں کی ضرورت پیش آئی، کیونکہ خدا کی عطا کی ہوئی دو آنکھوں کے لیے یہ ذبیحہ ادا کرنا ممکن نہیں، اصل کام ان کی بساط سے بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح جب غموں کی فراوانی ہوئی اور اس نے سیل کی سی صورت اختیار کر لی تو فرمایا:

میری قسمت میں غم گرا تانا تھا

دل بھی یارب کئی دیے ہوئے

گویا جس طرح غم کی فراوانی کے اظہار کے لیے یہ کہا کہ اس کا تحمل کئی دلوں کا